خطبۂ جمعہ ماہ دیسمبر ۲۰۱۴ء

حب النبی ﷺ کے لئے

پیغمبر انسانیت ﷺ

خطبہ حجۃ الوداع اور نیو ورلڈ آرڈر

نبی کریم ﷺ نے ۱۰ ہجری میں اپنا آخری حج ادا فرمایا جسے حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اس موقع پر ۹ ذی الحجہ میدان عرفات میں آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو انسانی حقوق کا پہلا با قاعدہ چارٹر (charter of Human Rights) اور دنیا کیلئے نیا نظام (New world Order) تھا۔

1) انسانیت کیلئے نئے عالمی نظام کا آغاز۔

ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوات والارض

(بخاری الصحیح کتاب بداء الخلق ،باب ما جاء فی سبع ارضین ۳:۱۱۶۸ .رقم :۳۰۲۵)

(دیکھو) اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان (یعنی نظام عالم) کو جس حالت پر پیدا کیا تھا، زمانہ اپنے حالات ووقعات کا دائرہ مکمل کرنے کے بعد پھر اس مقام پر دوبارہ آ گیا ہے۔

گویا زبان نبوت یہ اعلان کر رہی ہے کہ نظام عالم کا ایک دور ختم ہو گیا ہے اور سے دوسرے دور کا آغاز ہو رہا ہے۔

2) سابقہ جاہلانہ اور ظالمانہ نظام منسوخ۔

الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ،ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وربائ الجاھلیۃ موضوع ،

(مسلم الصحیح ،کتاب الحج ،باب حجۃ النبی ۲ :۸۸۹،رقم :۱۲۱۸)

خبردار! دور جاہلیت کا سارا (ظالمانہ) نظام میں نے اپنے پاؤں تلے روندڈالا ہے آج سے دور جاہلیت کے سارے خون (قصاص، دیت، انتقام) ختم کئے جاتے ہیں، اور آج دور جاہلیت کے سارے سودی لین دین بھی ختم کئے جاتے ہیں۔

3) عالمی امن کے قیام کا اعلان۔

فان دماء کم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا

(بخاری الصحیح ،کتاب الحج ،باب الخطبة ایام الحج ۲ : ۱۹ ۶ ۱رقم : ۱۶۵۲)

الا فلا ترجعوا بعدی ضلالا یضرب بعضکم رقاب بعض

بیشک تمہاری جانیں اور تمہارے اموال، تمہاری عزتیں تم پر حرام کردی گئی جس طرح آج کے دن کی حرمت، اوراس مہینہ کی حرمت اور تمہارے اس شہر کی حرمت قائم ہے۔

خبردار! تم میرے بعد پلٹ کر پھر گمراہ نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔

4) انسانی مساوات کا اعلان۔

الناس بنو آدم و آدم من تراب

تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔

الا! کل ماثرۃاو دم او مال یدعی به فهو تحت قدمی هاتین

اب فضیلت اور برتری کے سارے دعوے، جان و مال کے سارے مطالبے اور انتقام میرے پاؤں تلے روندے جاچکے ہیں۔

ایهاالناس! ان ربکم واحد و اباکم واحد

اے لوگو! تم سب کا رب ایک ہے اور باپ بھی ایک ہے۔

یہ انسانی مساوات کا عالمی اصول ہے جس پر نبی کریم ﷺ نے جمہوری اور منصفانہ معاشرے کی بنیاد رکھی۔ یہی اصول آگے چل کر عالمی جمہوریت کے قیام (Establishment of world Democracy) کا باعث بنا۔

5) معاشی و اقتصادی استحصال کا خاتمہ۔

Eradication of Economic Exploitation

اسی ورلڈ آرڈر کے ذریعے سود کو استحصالی نظام قرار دے کر اس کلیتاً ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

وان کل ربا موضوع ولکم رؤوس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون

6) عورتوں کے حقوق کا تحفظ۔

Protection of Women Rights

ايهاالناس !فان لكم على نسائكم حقا ولهن عليكم حقا واستوصوا بالنساء خيرا فاتقواالله فى نسائكم

7) غریب وپسماندہ انسانوں کے حقوق کا تحفظ۔

Protection of Rights of the poor and Depressed classes

أرقائكم أرقائكم اطعموهم مما تأكلون واكسوهم مما تلبسون

انسانی حقوق ہندستانی تناظر میں۔

آئین ہند۔

24/اگست 1947ء کو ملک کا آئین مرتب کرنے کیلئے دستور ساز کمیٹی تشکیل دی گئی اس کمیٹی کے سات ممبران تھے ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر اس کمیٹی کے چیئرمین بنائے گئے۔ دیگر چھ ممبران یہ ہیں 1. گوپال سوامی اینگر (سابق وزیر اعظم جموں کشمیر) 2. ٹی ٹی کرشنام چاری 3. کرشنا سوامی ایر (سابق اڈوکیٹ جنرل مدراس ریاست) 4. بی یل متر (سابق اڈوکیٹ جنرل انڈیا) 5 کنہیالال مانک لال منشی (سابق وزیر داخلہ بمبئی) 6. محمد سعداللہ (سابق وزیر اعلیٰ آسام) بی یل متر نے جب استعفیٰ دیدیا تو ان کی جگہ مہاراجہ وڈودرہ کے مشیر مادھوراؤ کو اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔ مسودہ کو مرتب کرنے والے بی ین راؤ تھے۔ اس کمیٹی نے اپنا مرتب کردہ مسودہ دستور ساز اسمبلی کے سامنے 4/نومبر 1947ء کو پیش کیا۔ اسمبلی میں اس دستور کی ایک ایک دفعہ (Article) پر تفصیلی بحث ہوئی۔ 26 نومبر 1949 کو پارلیمان نے اسے منظور کیا۔ 26/جنوری 1950ء سے اس کا نفاذ عمل میں آیا۔ لہٰذا ہر سال اس دن کو یوم جمہوریہ کے طور پر اسی کی یاد میں منایا جاتا ہے، اس دستور کی رو سے ہندوستان ایک خود مختار، جمہوری، سیکولر اور غیر مذہبی جمہوریہ بنا۔

دستور ہند کی تمہید (PREAMBL) میں بیان کیا ہے کہ ملک کی عوام حکومت کو چنے گی، انہیں کے ووٹوں سے مرکزی اور ریاستی حکومتیں قائم ہوں گی۔ جس کیلئے ہر ہندستانی کو ووٹ کا حق دیا گیا ہے۔ ہند یونین کے دستور کی دوسری خصوصیت غیر مذہبی جمہوریت ہے۔ یعنی اسٹیٹ کا کوئی مذہب نہیں ہے اور ہر مذہب کو یکساں حیثیت حاصل ہوگی۔ ہر ہندوستانی شہری کو ملک سے فائدہ اٹھانے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ مذہب یا ذات یا کسی خاص علاقے میں پیدا ہونے سے کسی ہندوستانی کو شہریت کے کسی حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس کے ساتھ کسی قسم کی تفریق کی جاسکتی ہے۔ ہر شہری کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔

ہر آزاد اور جمہوری ملک میں شہریوں کو کچھ ایسے حقوق حاصل ہوتے ہیں جن سے ان کو محروم نہیں کیا جاسکتا۔ یہ حقوق شہریوں کیلئے اتنے ضروری ہوتے ہیں کہ ان کے بغیر وہ اپنی شخصیت کی تعمیر نہیں کرسکتے۔ بنیادی حقوق سے مراد یہ ہے کہ حکومت اور قانون ساز جماعت کو مطلق العنان ہونے اور من مانی کرنے سے روکا جائے۔ شہری کو آزادی حاصل ہو، یہ اسی وقت ممکن ہے جب اسے انفرادی آزادی حاصل ہو۔ وہ

آزادی سے سوچ سکے۔جس سیاسی جماعت میں چاہے شریک ہو سکے۔جس مذہب کو چاہے اختیار کر سکے۔جس پیشے کو چاہے اپنا سکے۔ جس کام کو چاہے کر سکے۔اُسے سرکاری عہدوں کو حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔وہ حکومت یا حکومت کے افسروں کی بیجا دست اندازی، مداخلت یا زیادتیوں سے محفوظ رہ سکے۔لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ان حقوق کا استعمال شہری اس طور سے کرے کہ ملک کو اور سماج کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔مثلاً اگر بعض شہری نقب زنی یا چوری کا پیشہ اختیار کر لے تو حکومت کو اس کا پورا حق حاصل ہے کہ ان کو ایسا نہ کرنے دے۔کیونکہ ان پیشوں سے دوسرے شہریوں کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کا مال و جائیداد محفوظ نہیں رہ سکتے۔دستور نے اس کی اجازت دی ہے کہ تمام شہری انفرادی (Individual) اور جماعتی (Collective) دونوں حیثیتوں سے جمہوریت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں، ان کو وہ تمام سہولتیں حاصل ہوں جو ان کی زندگیوں کو بہتر اور کارآمد بنا سکے۔ہمارے ملک کے دستور میں شہریوں کے بنیادی مندرجہ ذیل حقوق بیان کئے گئے ہیں 1) برابری کا حق 2) آزادی کا حق 3) مذہبی آزادی 4) تہذیبی و تعلیمی حقوق 5) جائیداد رکھنے کا حق 6) دستوری دادرسی کا حق 7) استحصال کے خلاف حق۔ان حقوق کی رو سے ہر شہری قانون کی نگاہ میں برابر ہے اور ہر شہری کو اپنی رائے ظاہر کرنے کی آزادی حاصل ہے۔اسی طرح آزادئ خیال اور آزادئ مذہب حاصل ہے۔ہر شہری کو سرکاری ملازمتیں حاصل کرنے کا حق حاصل ہے۔بڑے سے بڑا عہدہ ہر شہری بلا کسی امتیاز و تفریق کے حاصل کر سکتا ہے۔دستور نے اقلیتوں کو مذہبی اور تمدنی آزادی عطا کی ہے اور انہیں حق دیا ہے کہ وہ اپنے علاحدہ اسکول اور تعلیمی ادارے قائم کریں۔اپنی تہذیب یا تمدن، زبان اور رسم الخط (Script) کو قائم اور برقرار رکھے اور انہیں ترقی دے۔اپنے مذہب کی تبلیغ کرے اور اپنے مذہب کے مراسم بجالائے۔

٭ آزادی کے بعد سے حقوق کی پامالی۔

آزاد ہندستان کے 65 سالہ دور میں یہ دستور کتاب میں بند رہا اور ایک حکمران ٹولہ وجود میں آیا، جس نے دستور کی دھجیاں اڑاتے ہوئے اقلیتوں مسلمانوں، دلتوں اور آدیواسیوں، کمزوروں، دیہاتیوں، کے ساتھ زبردست دھوکہ کیا، ان کی صحیح مردم شماری تک نہیں کروائی۔ جمہوریت کے تینوں ستونوں مقنّنہ، منتظمہ، اور عدلیہ میں ان کے تناسب کے مطابق حصہ داری دینے میں گول مول باتیں کرتے رہے ان کی سماجی و معشی اور تعلیمی خستہ حالی جاننے کیلئے کمیشن پر کمیشن مقرر کئے ان کمیشنوں نے اپنی رپورٹیں بھی سرکاروں کو پیش کر دیں مگر کبھی ایمانداری کے ساتھ اس پر چرچہ تک نہیں کی بلکہ ان پر طرح طرح کے مظالم اور دنگوں، ان کے حقوق سے انہیں محروم کر خود ہر طرح کی مراعات حاصل کرنے والے گروہوں (جن کے لیڈران جنگ آزادی کے دوران انگریزوں کی خوش آمادی کرنے میں لگے ہوئے تھے) کے خلاف مسلمان کیا کریں۔کیا بار بار اسے سوراخ سے ڈسے لاتے رہیں یہ ایک بہت بڑا سوال رہا ہے۔

ہندستان میں سیاست، دستور ہند، جمہوریت، سیکولرزم سوشلزم، مختلف سطح کے انتخابات اور دستوری مراعات، سرکاری عہدوں اور سرکاری ملازمتوں، سرکاری بینکوں، سرکار کی تمام فلاحی اسکیموں، قانون ساز اداروں، عدالتوں، فوجی اداروں، پولیس کے جملہ محکموں، انٹلیجنس اور سراغرسانی کے اداروں، ٹیلی ویژن کے ہر زبان کے چینلوں، پرنٹ میڈیا، فلموں میں مسلمان ناموں کے غلط کردار، اسکولی نصابی کتابوں میں مسلمان حکمرانوں کی مسخ شدہ تاریخ، سائنس و ٹکنالوجی، انفارمیشن ٹکنالوجی، جدید علوم، کا دشمنان اسلام نے اپنے ناپاک ارادوں کو

پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے بھرپور استعمال کیا۔ دینی مدارس کو ملک مخالف قرار دیا۔

آج اقلیتوں، دلتوں، مسلمانوں کو انہیں تمام ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے اپنی بقاء واستحکام کو یقینی بناتے ہوئے اپنے آئینی وجمہوری حقوق کو حاصل کرنا چاہیئے، اور اس ملک کو اجڑنے سے بھی بچانا چاہئے جسے ہمارے اسلاف نے اپنی جانیں دیکر آزادی دلوائی تھی، ہماری تباہی دراصل ملک کی بھی بربادی ہے۔ ان عناصر کی ملک دشمن سرگرمیاں اور بدعنوانیاں کسی بھی دانشمند کے ہوش اڑادینے کیلئے کافی ہے۔

آفاق والنفس میں غور وفکر کا حکم الٰہی ہے، سنریھم (حم السجدہ:۵۳) تفکر کے بغیر سوچ کے دروازے نہیں کھلتے اگر سوچ کا دروزہ مقفل ہوجائے تو ارتقاء کا سفر رک جاتا ہے اسلام ایک ضابطہء حیات کے ساتھ ساتھ دین فطرت بھی ہے جو ہر دور کے تغیرات میں نسل انسانی کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ قرآن مجید کا بنیادی موضوع ''انسان'' ہے جسے اپنے فرد وپیش کے حالات ووقعات پر نظر رکھتے ہوئے غور وفکر کی دعوت دی۔ جب تک مسلمانوں میں تصور حکمرانی زندہ رہا اس وقت تک عزت وسربلندی ان کے قدم چومتی رہی وحشت وبربریت کرنے والے کبھی اپنا سر اٹھانے کی ہمت نہیں کرسکے۔

یہ لڑائی بہت لمبی لڑنا ہے اس کے لئے عامۃ الناس کو آگاہ کرنا ہے سب ملکر لڑیں گے تو صورتحال بدلے گی اس لڑائی میں ائمہ مساجد کا رول بہت اہم ہوگا۔

ہندستان کے موجودہ حالات میں امام اور اس کی ذمہ داری

انسان بنیادی طور پر امن پسند رہا ہے، امن کی خواہش انسان کو مل جل کر رہنے کی ترغیب دیتی ہے مل جل کر رہنے کی اسی آرزو نے خاندان قبائل اور معاشروں کو جنم دیا بستیاں آباد ہوئیں باہمی روابط کو ضوابط کا پابند بنایا گیا، قدرت نے جہاں انسان کو خیر وشر کا ہنر سیکھایا وہیں امن وبدامنی کے اصول بھی سکھائے۔

بعض خودغرض آمروں، فریب خوردہ حکمرانوں کی ہوس ملک گیری اور اس کی کوکھ سے جنم لینے والی ہزار ہا قباحتوں، اور مظالم کے باوجود آج بھی صحت مند ذہنوں میں جیئو اور جینے دو کا شعور زندہ ہے۔ باوجود اس کے ہر دور میں نسلی تفاخر، لسانی عصبیت، اقتصادی برتری کا جنون بھی پلتا رہا ہے۔ زمین پر امن وامان، انسانیت کو چین سکون، عدل وانصاف، مساوات اور برابری کا ماحول قوت اور طاقت کے بغیر نافذ نہیں کیا جاسکتا، ظالموں جابروں فاسقوں سے محبت انہیں مزید سرکش بنادینا ہے۔ تخریبی عناصر کی سرکوبی ہمیشہ انبیاء ورسل کی تعلیمات کا حصہ رہا ہے جہاد کے بغیر فساد کو ختم نہیں کیا جاسکتا اور جب تک فتنہ وفساد کا خاتمہ نہ ہو نہ زمین پر عدل قائم ہوسکتا ہے اور نہ امن۔

ہابیل اور قابیل جنگ اور امن کی دو علامتیں

لڑائی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسان کی قرآن نے اس کو بیان کیا۔

وتل علیھم نبا ابنی آدم باالحق اذ قربا قربانا فتقبل من احد ھما ولم یتقبل من الآخر قال لاقتلنک قال انما یتقبل اللہ من المتقین لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک انی اخاف اللہ انی اخاف اللہ رب العلمین (المائدہ:۲۷،۲۸)

فتنہ وفساد کے خلاف جہاد

اسلام میں اصلاحی لڑائی کا تصور موجود ہے اسلام امن کا خواہاں ہے فتنہ وفساد کا خاتمہ اس کا مطمح نظر ہے یہ استحصال، ظلم اور اور جبر کی ہر صورت پر کاری ضرب لگاتا ہے تاکہ افراد معاشرہ کی جان، مال، عزت عصمت، اولاد کو تحفظ میسر آسکے۔ معاشرے سے لاقانونیت کا خاتمہ ہو۔ امن عامہ کی صورتحال ہو، قانون کو بالادستی حاصل ہو۔ کوئی فرد یا گروہ قتل وغارتگری پر اتر آئے، شرانگیزی کو ہوا دیکر امن کو تباہ کرنے کی سازش میں مصروف ہو، ان کی غیرانسانی سرگرمیوں کے خلاف لڑائی لازمی ہوجاتی ہے قرآن کی اصطلاح میں مفسدین کے ایسے گروہ کو محاربین کہا گیا ہے۔

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساد ا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم من خلاف او ینفوا فی الارضض (مائدہ :۳۳)

الغزو غزوان فاما من ابتغی وجہ اللہ واطاع الامام وانفق الکریمۃ ویاسر الشریک واجتنب الفساد فان نومہ ونبھہ اجر کلہ واما من غزافخر وریائوسمعہ وعصی الامام وافسد فی الارض فانہ لم یرجع بالکفاف

(سنن ابوداؤد ا:۳۴۸)

لڑائیاں دو قسم کی ہیں جس شخص نے خالص اللہ کی رضا کیلئے لڑائی کی اور اس میں امام کی اطاعت کی اپنا بہترین مال خرچ کیا اور فساد سے پرہیز کیا تو اس کا سونا جاگنا سب اجر کا ذریعہ ہے اور جس نے دنیا کے دکھاوے اور شہرت وناموری کیلئے جنگ کی اور اس میں امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ برابر بھی نہ چھوٹے گا (یعنی الٹا ذاب میں مبتلا ہوگا۔

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع الامام فقد اطاعنی ومن عصی الامام فقد عصانی (سنن ابن ماجہ:۲۱۰:ابواب الجہاد)

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی اس نے گویا خود میری نافرمانی کی۔

ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف (صحیح مسلم ۲:۱۳۹)

جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔

جنت کا حصول اتنا آسان نہیں مسلمان کو ابتلا وآزمائش کے مراحل سے گذرنے کے بعد ہی جنت کی خوشخبری ملتی ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دشمنان دین کی نشاندہی کی ہے اور مسلمانوں کو ان کے گھناؤنے عزائم سے خبردار رہنے کی تلقین بھی کی ہے ان مذموم عزائم کو کچل کر امن قائم کرنے کیلئے جہاد مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردو کم عن دینکم ان استطاعوا (بقرہ۲:۲۱۷)

دشمنان اسلام ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے ہیں جب بھی انہیں موقعہ ملتا ہے وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیتے ہیں۔ کبھی ان کی معاشی ناکہ بندی کے ذریعہ، کبھی انہیں ذہنی طور پر ٹارچر کے ذریعہ، کبھی براہ راست ان پر حملے کے ذریعہ، اسی لئے مسلمانوں کو ہمیشہ چوکنا رہنے کی تاکید اسلام میں دی گئی ہے۔اور حکم دیا کہ ظلم کی جڑ اکھاڑ پھینکنے کیلئے ہمیشہ تیار رہو۔

واعدوا لهم مااستطعتم من قوة و من رباط الخيل ترهبون به عدوا الله وعدوكم

اپنی اس تیاری کو انہیں دکھاؤ تاکہ ان کے دل میں تمہاری ہیبت بنی رہے اور تم پر حملہ کرنے سے باز رہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يوشك الامم ان تداعى عليكم كما تدعى الاكلة الى قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن يومئذ قال بل انتم يومئذ كثير ولكنكم غثاء كغثاء السيل ولينزعن الله صدور عدوكم المهابة منكم وليقذفن الله فى قلوبكم الوهن فقال قائل يا رسول الله وماالوهن قال حب الدنيا وكراهية الموت (سنن ابوداؤد ۲:۲۴۲)

قریب ہے کہ تم پر دوسری اقوام اس طرح حملہ آور ہوں گی جیسے بھوکے کھانے سے بھرے ہوئے پیالے پر ٹوٹ پڑتے ہیں کسی نے پوچھا کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہونگے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تعداد کے لحاظ سے تم ان دنوں کہیں زیادہ ہوگے لیکن ایسے بیکار ہوگے جیسے پانی کا جھاگ (تمہاری حیثیت کچھ نہ ہوگی) اللہ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہاری ہیبت اٹھالے گا اور تمہارے دلوں میں ''وھن'' ڈال دے گا کسی پوچھا ''وھن'' (بزدلی) کیا چیز ہے؟ فرمایا دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

جو قومیں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا ہنر جانتی ہیں باوقار زندگی بھی انہیں کے مقدر میں لکھی جاتی ہے آج دشمنوں کے دل سے ہماری ہیبت نکل چکی ہے کیونکہ ہمارے دلوں سے جذبہ جہاد نکل چکا ہے اسلام کو مسجدوں، مدرسوں، خانقاہوں تک محدود کرنے کی سامراجی سازش کو ہم اپنی حماقتوں سے مکمل کر رہے ہیں۔

لڑائی نہ کرنا منافقت کا ایک شعبہ ہے

من مات ولم يغزولم يحدث به نفسه مات على شعبة من نفاق (الصحیح المسلم ۔۲:۱۴۱)

جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے جہاد کیا نہ جہاد کی اپنے دل میں تمنا کی تھی اس کی موت نفاق کے ایک شعبہ پر ہوگی ۔

حقوق کی لڑائی سے انکار اسلامی روح کا انکار ہے یہود و ہنود اور نصاریٰ مسلمانوں کے اسی جذبہ سے خائف ہیں وہ دہشت گردی کا الزام لگا کر مسلمانوں کو رواداری کے نام پر حقوق کی لڑائی سے روکنے میں کامیاب ہیں اسلام دشمن طاقتوں کی منصوبہ بندی یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہر میدان میں پسماندہ رکھا جائے، جدید علوم وٹکنالوجی کا حصول ان کیلئے ناممکن بنا کر انہیں احساس محرومی مبتلا کر دیا جائے مسلمانوں کی عسکری قوت کو کچل کر انہیں اعصاب شکن ماحول دیا جائے تاکہ ان کی نسلیں سر اٹھا کر چلنے کا تصور بھی نہ کر سکیں حقوق کی لڑائی کے بغیر کھوئے ہوئے وقار کا حصول ممکن ہی نہیں۔اس کے بغیر نئی نسل کو باوقار مستقبل کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کیونکہ محض وعظ ونصیحت سے غلبہ حق اور حقوق کے حصول کی بحالی ممکن ہی نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں انصاف کی لڑائی کا فریضہ انجام دیا کیونکہ اس کے بغیر

امن کا قیام ممکن نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل خطیب تھے، جذبات میں آگ لگا دینے والے شعراء آپ کے ساتھ تھے، مبلغین اسلام صحابہ کی پوری جماعت آپ کے ساتھ تھی، پھر بھی لڑائی کی ضرورت پیش آئی اس لئے کہ فتنہ کے مراکز کو ختم کرنے کیلئے ظلم کے خلاف لڑنا ضروری ہو گیا تھا۔

حقوق کی لڑائی کا عقلی جواز

حرکت زندگی کی علامت ہے جمود موت کا اعلان ہے حقوق کی لڑائی جمود کے قفل توڑ کر عزم وعمل کے دروازے کھولتی ہے بے بسی کو تار تار کرتی ہے لڑنا چھوڑ دینے والی قومیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لی جاتی ہیں وہ اپنے بچوں کے مستقبل تک کو گروی رکھنے پر راضی ہو جاتی ہیں۔ بزدل، عیش پسند، اور نفس پرست ہی لڑائی کے نام ہی بدکنے لگتے ہیں کیونکہ سروں سے کفن باندھ کر میدان میں اترنے سے ان کے عیش وآرام میں خلل پڑتا ہے اور لڑائی کا لفظ ان کی طبع نازک پر گراں گزرنے لگتا ہے۔

جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات کے سوا کچھ بھی نہیں

شجاعت، دلیری، بہادری کے اوصاف لڑائی کے میدان میں دشمن کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانے سے ہی پیدا ہوتے ہیں اس کے بغیر آزاد زندگی کا تصور بھی ممکن نہیں۔

حقوق کی لڑائی اللہ کا محبوب عمل ہے

ان اللہ یحب الذین یقاتلوں فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص (الصّف:۴)

جہاد کے عمل کا درجہ ایمان کے بعد سب سے بڑا قرار دیا

ھل اد لکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم تئومنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (الصّف:۱۰۔۱۱)

سورہ توبہ میں ایمان کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے کے عمل سے بھی حقوق کیلئے لڑنے کو بڑا عمل قرار دیا

اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ،لا یستون عند اللہ واللہ لا یھد ی القوم الظالمین ۔الذین آمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون (توبہ ۱۹۔۲۰)

حقوق کی لڑائی ایمان کی پہچان

ایمان میں سچا انہیں کو قرار دیا جو جان ومال سے اللہ کے راستے میں لڑائی کرتے ہیں۔

انما المومنون الذین آمنو باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصاد قون (الحجرات:۱۵)

اللہ کی رحمت کے امیدوار

اللہ کی رحمت کے امیدوار مظلوموں کیلئے لڑائی کرنے والے ہی ہیں۔

ان الذین امنوا والذین ھاجروا وجاھد وافی سبیل اللہ اولٰک یرجون رحمۃ اللہ واللہ غفوررحیم (البقرہ:۲۱۸)

مجاہد دنیا وآخرت میں نوازا جاتا ہے

عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ المجاھد فی سبیلی ھو علی ضمان ان قبضتہ اورثتہ الجنۃوان رجعتہ رجعتہ باجر او غنیمۃ (جامع الترمذی ۱:۱۹۵)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے جوشخص میرے راستے میں جہاد کرتا ہے میں اس کا ضامن ہوں کہ اگر میں اس کی روح قبض کرتا ہوں تو اسے جنت کا وارث بناتا ہوں اور واپس (گھر) لوٹاتا ہوں تو ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹاتا ہوں۔

لڑائی سے بھاگنے والے پر قیامت سے پہلے قیامت

عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لم یغز او یجھز غازیا او یخلف غازیا فی اھلہ بخیر اصابہ اللہ بقارعۃ قبل یوم القیمۃ (سنن ابوداوٗد۔۱::۳۴۶)

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے نہ تو خود لڑا، نہ لڑنے والوں کیلئے سامان مہیا کیا اور نہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے گھر والوں کے ساتھ کوئی بھلائی کی تو اللہ تعالی اسے قیامت سے پہلے ہی قیامت جیسی مصیبت میں مبتلا کردے گا۔